السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

وصیت کس وقت کی جائے ؟ کیا شریعت نے وصیت کے لئے مال کی کوئی حد مقرر کی ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

وصیت ہمیشہ کی جا سکتی ہے ، جبکہ انسان کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جس کے بارے میں وہ وصیت کرنا چاہتا ہو، وصیت کرنے میں جلدی کرنی چاہیے کیونکہ رسول ﷺ نے فرمایا:

''(ما حق امرئ مسلم، له شیء یرید أن یوصی فیه، یبیت لیلتین، إلا ووصیته مکتوبة عنده'' (صحیح البخاري''

''مسلمان آدمی جس چیز کے بارے میں وصیت کرنا چاہتا ہو تو اسے یہ حق حاصل نہیں ہے کہ دو راتیں بھی ایسی بسر کرے کہ وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی نہ ہو۔ ''

امام بخاری اور امام مسلمؒ نے اپنی اپنی ''صحیح'' میں اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کے پاس اگر کوئی ایسی چیز ہو جس کے بارے میں وصیت کرنا ضروری ہو تو اسے جلدی کرنی چاہیے، وصیت زیادہ سے زیادہ اپنے مال کے ایک تہائی حصے میں کی جا سکتی ہے اور اگر چوتھے یا پانچویں یا اس سے کم حصے میں کر دی جائے تو پھر بھی کوئی حرج نہیں لیکن زیادہ سے زیادہ تیسرے حصہ تک میں وصیت کی جا سکتی ہے جیسا کہ حضرت سعدؓ سے مروی حدیث میں ہے:

''(الثلث والثلث کثیر'' (صحیح البخاري''

''تیسرے حصے کی وصیت کرو اور تیسرا حصہ بھی بہت ہے۔ ''

'' حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اگر لوگ تیسرے کی بجائے چوتھے حصے کی وصیت کریں تو یہ زیادہ اچھا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ 'تیسرے حصے کی وصیت کرو اور تیسرا حصہ بھی بہت ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے پانچویں حصہ میں وصیت فرمائی تھی۔

لہٰذا تیسرے حصے کی بجائے چوتھے یا پانچویں حصے کی وصیت کرنا افضل ہے خصوصاً جبکہ مال بھی زیادہ ہو اور اگر ایک تہائی تک میں وصیت کر دے تو کوئی حرج نہیں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اسلامیہ

ج3ص50

محدث فتویٰ